حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

جدید دور میں ’’علم‘‘ اور اس کا استعمال

فتنہ الفاظ کا جائزہ

جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں‘ موجودہ دور کے علمی و ذہنی فتنوں میں ایک بڑا فتنہ پُرفریب الفاظ کا فتنہ ہے۔ہم ایک لفظ بولتے ہیں جو اپنے مفہوم کے لحاظ سے ایسے حقائق پر مشتمل ہوتا ہے‘ جو بالکل صحیح و صادق‘ مقدس‘ متبرک اور نہایت مقبول ومحمود ہے۔

مگر اسی لفظ کے عام لغوی معنی کی وسعت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس کا اطلاق بطور تلبیس و تلمیع ایک ایسے معنی پر کردیا جاتا ہے‘ جو بجائے مقبول ہونے کے مردود اور محمود ہونے کے مذموم ہے‘ اس سے غرض یہ ہوتی یہ کہ مخاطب کو مغالطہ دے کر محض خوشنما اور دلفریب الفاظ کے طلسم سے مسحور کردیں۔

آزادی‘ مساوات‘ تہذیب‘ ترقی اور اسی طرح کے اور الفاظ ہیں‘ جو اگر اپنے اصلی و حقیقی معانی میں مستعمل ہوں تو نہایت محمود و مستحسن اور قابل تعریف ہیں‘ لیکن جب کسی زشت و شنیع مفہوم کو خوبصورت ظاہر کرنے کیلئے یہی الفاظ بطور نقاب استعمال ہونے لگیں‘ تو یہ خالص تلبیس و خداع ہے‘ ٹھیک یہی صورت آج کل لفظ ’’علم‘‘ کے متعلق واقع ہورہی ہے۔

کسی مسلم اسکول کا افتتاح ہو‘ کسی کالج کی بنیاد رکھی جائے‘ کسی یونیورسٹی کی تقسیم اسناد کا جلسہ ہو‘ آپ دیکھتے ہیں کہ حضرات مقررین کس شدومد سے ’’علم‘‘ کے فضائل میں قرآن پاک کی بہت سی آیات اور رسول کریم ﷺ کی بیشمار احادیث پڑھتے رہتے ہیں‘ گویا اپنے اس طرز عمل سے مخاطبین پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جدید علم کے ایسے ایسے فضائل قرآن کریم میں موجود ہیں‘ حالانکہ قرآن کریم کو ایک سرسری نظر سے پڑھ جایئے ظاہر ہوجائے گا کہ وہ خود علم کی دو قسمیں قرار دیتا ہے۔ایک علم نافع ومطلوب ومحبوب دوسرا مضر ومردود......اس کے نزدیک ایک علم زہر ہے دوسرا تریاق‘ ایک پاک شراب ہے دوسرا محض سراب۔ایک سبب ہلاکت ہے‘ دوسرا سامان نجات۔ایک آسمان کی بلندیوں پر اٹھانے والا ہے‘ دوسرا اسفل السافلین کی پستیوں میں پہونچانے والا۔

جو علم اپنے اثرات کے اعتبار سے آخر کار خشیت الٰہی اور رغبت آخرۃ پر منتج نہ ہو‘ جو علم انسان کو خدا سے نڈر اور زندگی کے آخری انجام سے بالکل غافل کردے‘ جو علم ایسی مادی دنیا کی لذت وانبساط و شہوات حیوانیہ کو (خواہ وہ کتنی ہی ترقی یافتہ شکل میں ہوں) انسان کا معبود ٹھہرائے‘ کیا ایسا علم بارگاہ رب العزت میں درخور اعتنا لائق التفات ٹھہر سکتا ہے‘

یا قرآن حکیم اس کے اکتساب کی ایک لمحہ کے لئے بھی ترغیب دے سکتا ہے۔)

قرآن تو ایسے علم کی نسبت صاف طور پر یہ حکم دیتا ہے کہ فاعرض عن من تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوٰۃ الدنیا ذلک مبلغھم من العلم۔ یعنی تو منہ پھیر لے اسکی طرف سے، جس نے ہماری بات سے منہ پھیر لیا اور جس کا مقصد اس دنیوی زندگی سے آگے کچھ نہیں۔ انکے علم کی رسائی اور پرواز یہیں تک ہے۔

اس کے بالمقابل ایک وہ لوگ ہیں، جو اللہ سے ڈرتے ہیں، اس کی مخلوق پر رحم کھاتے ہیں اور ادب وتہذیب کے قاعدوں پر عمل کرتے ہیں۔ اخلاقی پاکیزگی ان کا جوہر ہے، ایمان کے نور سے ان کے دل روشن ہیں۔ غرض کہ علم ان کے اندر انابت الی اللہ رحمت علی الخلائق کے اوصاف پیدا کرتا ہے تو اسی طرح کے اولوالعلم کے حق میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتو العلم درجات۔

قرآن نے ایک شخص (قارون) کا ذکر کیا ہے، جس کی دنیوی دولت اب تک ضرب المثل ہے، جس کے خزائن کی کثرت کا اندازہ "ان مفاتحہ" کے الفاظ سے ہوسکتا ہے۔ جس کا سامان دیکھ کر لوگوں کی آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں، حتیٰ کہ بہت سے تمنا کرتے تھے کہ "یالیت لنا مثل ما اوتی قارون انہ لذو حظ عظیم" اس نے ترقی کی اس معراج پر پہونچ کر ایک علم کا دعویٰ کیا تھا، جس کے ذریعے اس کو یہ عروج حاصل ہوا، قال انما اوتیتہ علی علم عندی۔

بہرحال وہ علم تھا، اسکے بالمقابل دوسرا گروہ تھا، جسکا ذکر حق تعالیٰ اسطرح فرماتا ہے: وقال الذین اوتو العلم ویلکم ثواب اللہ خیر لمن آمن وعمل صالحاً" یہ الذین اوتوا العلم" اس علم والے تھے جو قارون کے اس تمام ترقیات اور علم وہنر کو حقیر سمجھ رہے تھے اور ادھار کو نقد پر ترجیح دے رہے تھے۔

قرآن کریم نے تو ایک آیت میں مسئلہ کا دوٹوک فیصلہ کردیا ہے "انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء' اس 'انما' کے لفظ پر غور کیجئے۔ گویا جو علم قلب میں خشیت الٰہی پیدا نہ کرے، وہ علم ہی نہیں، ایسے اصطلاحی علم سے جہل ہزار درجہ بہتر ہے۔ حدیث صحیح میں نبی کریم ﷺ نے اس علم سے پناہ مانگی ہے جو نفع سے خالی ہو، قرآن کریم میں بھی ہے وما تعلمون مایضرھم ولاینفعھم "معلوم ہوا کہ علم نافع بھی ہوتا ہے اور مضر بھی۔

پس ایسے علم جو انسان کو شیطان یا درندہ بنادیں یا اسے ترقی یافتہ بہائم کے زمرہ میں داخل کردیں، ان کی طرف ترغیب دلانے کے موقع پر مطلق علم کے فضائل قرآن وحدیث سے پیش کرنا انتہائی تلبیس اور گمراہی ہے۔

مقصد یہ ہے کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ علوم وفنون حاصل نہ کئے جائیں، لیکن درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، اگر علم وفن کی ترقی کا ماحصل یہی ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں تو فی الحقیقت ایسے علم سے جہل بہتر ہے، اگر علم وفن کی چکاچوند کرنے والی ترقیات مذہبی اور دینی علم وتہذیب کے ماتحت رہتیں تو دنیا کو ایسے بھیانک نتائج ہرگز نہ دیکھنے پڑتے۔